مسئلہ

طلاقِ ثلاثہ

تصنیفِ لطیف

مجددِ مسلکِ اہلِ سنت

خطیبِ پاکستان علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

شوروم ۱ گنج بخش روڈ، لاہور ۔

شوروم ۲ الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

پیش لفظ

مبلغِ اعظم اہلسنت مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی نے مختلف مسائل پر قرآن وحدیث کی روشنی میں بہترین تحقیق کے ساتھ ضخیم اور جامع کتب اور رسائل تحریر فرمائے ہیں، جن کی اہمیت اور افادیت ان کا ہر قاری بخوبی جانتا ہے۔ ان مسائل کو دیکھنے کا مقصد جہاں اپنے مسلک کی ترجمانی اور حقانیت کا اظہار ہے وہاں ان لوگوں کی رہنمائی بھی ہے جو دین مذہب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے دین فروش ملاؤں کے غلط فتوؤں اور غلط تبلیغ کے سبب گمراہی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ان کیلئے ضروری ہے کہ صحیح عالمِ دین جو قرآن کی تفسیر کی آڑ میں اپنی تفسیر نہ کرے اور دین ومذہب کے نام پر سیاسی اور دنیوی کاروبار نہ چلائے بلکہ اعلائے کلمۂ حق میں جسے کوئی باک نہ ہو اور جو خوفِ خدا و رسول (عزّ وجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) رکھتا ہو وہ صحیح تحقیق جمع کردے تاکہ خلقِ خدا اس سے استفادہ کرسکے۔

زیرِ نظر کتابچہ طلاقِ ثلاثہ مولانا اوکاڑوی کی علمی تحقیق کا ثمرہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں اکثر قوانین، برادیوں کی تنظیموں اور پنچایتوں کے فیصلے قرآن وسنت کے خلاف ہوتے ہیں مگر اکثریت ان کے نقصانات سے بے خبر ہے۔

طلاق کا مسئلہ بھی ان میں سے ایک اہم بنیادی مسئلہ ہے کیونکہ اِس کا تعلق معاشرے کے ان دو افراد سے ہے جو افزائشِ نسل کا موجب ہے۔ اگر ان کا تعلق ہی صحیح نہ ہو تو اس کا وبال آئندہ نسل پر ہی نہیں بلکہ پوری انسانی برادری اور معاشرے پر بھی ہوگا۔

جھوٹی انا، خواہشاتِ نفسانی اور ذاتی اغراض ومفادات کیلئے جھوٹ بولنا عام ہے یہ ایسی وبا ہے کہ جو اس سے بچا ہوا ہے وہ یقیناً وہی انسان ہے جسے ملائکہ سے افضل کہا گیا ہے۔ مسائلِ شریعت میں جھوٹ بول کر عارضی مدت کیلئے اپنی تسکین کرلینے سے بہتر ہے کہ یہاں تھوڑی سی تنگی اور پابندی برداشت کرکے آخرت کی راحت وتسکین کا خود کو مستحق ٹھہرایا جائے۔

شریعت وسنت کے سانچے میں خود کو ڈھالنا چاہئے۔ شریعت وسنت کو اپنے سانچے میں نہیں ڈھالنا چاہئے۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ میری گزارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر شخص اپنے اعمال وافعال کا خود محاسبہ کریگا اور زندگی کے ہر مسئلے میں شریعت وسنتِ مطہرہ کو اپنا راہنما بنائے گا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین

کراچی ۸ےء۱۹

مخلص!
ایچ کے نورانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

مسئلۂ طلاقِ ثلاثہ

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہوجاتی ہے۔ اس پابندی کے اُٹھادینے کا نام طلاق ہے۔ طلاق کیلئے کچھ الفاظ مقرر ہیں جو بہارِ شریعت حصہ ہشتم میں دیکھنے چاہئیں۔ اس وقت صِرف ایک مسئلہ 'ایک دم تین طلاق دینا' ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

آجکل یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر، معمولی جھگڑے پر یا ایسے ہی شک وشبہ کی بناء پر ایک دم تین طلاق دیدی جاتی ہیں اور بعد میں ندامت، پشیمانی اور سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے پھر علماء کے پاس مارے مارے پھرتے ہیں اور ہر طرح سچ جھوٹ بول کر کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح رجوع کی صورت پیدا ہوجائے اور آج کل کے بعض ظاہرین اور ماڈرن قسم کے مولانا یہ کہہ کر رُجوع بھی کروادیتے ہیں کہ ایک دم تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے اور اِس سلسلے میں بہت سی باتیں سننے میں آتی ہیں، مثلاً عورتیں کہتی ہیں کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی کیونکہ غصہ حرام ہوتا ہے......بعض کہتی ہیں کہ کوئی کچا دھاگا تھوڑا ہے جو صِرف طلاق کہہ دینے سے ٹوٹ جائے گا......بعض کہتی ہیں کہ جب تک عورت قبول نہ کرے طلاق نہیں پڑتی وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کو مختصر طور پر لکھ دیا جائے تاکہ مخلوقِ خدا اور اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو فائدہ ہو اور لوگ طلاق میں جلدبازی سے اجتناب کریں اور بہت سی برائیوں اور پریشانیوں سے بچ جائیں۔ وما توفیقی الا باللّٰہ

طلاق دینا جائز ہے مگر بلاوجہِ شرعی ممنوع ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ما احل اللّٰہ شیئا ابغض الیہ من الطلاق (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی)

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ایما امراۃ سالت زوجہا الطلاق من غیر باس، فحرام علیہا رائحۃ الجنۃ

جوکوئی عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق مانگے اس پر جنت کی بُو بھی حرام ہے۔ (دارمی شریف، ج۲ص۸۵)

طلاق دینے کا بہتر اور سنت طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے اور تین طہر میں پوری کی جائیں یعنی ہر ماہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے ایک طلاق دے۔ پھر دوسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو قبل از صحبت تیسری طلاق دے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس عرصہ میں شوہر کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع ملے گا اور وہ اپنے فیصلہ کو واپس لینا چاہے گا تو واپس لے لے گا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا (طلاق-۱) (کہ اے طلاق دینے والے تجھے معلوم نہیں کہ شاید اللہ (ایک یا دو) طلاق کے بعد کوئی نئی صورت پیدا فرمادے۔ یعنی اللہ تعالیٰ شوہر کے دل میں بغض کی جگہ محبت اور نفرت کی جگہ رغبت پیدا فرمادے اور پھر دونوں میں صلح اور ملاپ ہو جائے۔

فرمایا:۔

و اذا طلقتم النسآء فبلغن اجلھن فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن اذا تراضوا بینھم بالمعروف ط

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو کہ وہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے جبکہ دونوں آپس میں رضامند ہو جائیں مناسب طریقہ سے۔ (البقرہ:۲۳۲)

و اذ طلقتم النسآء فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف و لا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا و من یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ‘ و لا تتخذو ایٰت اللہ ھزوا (البقرہ:۲۳۱)

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو تو وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو انہیں روک لو بھلائی کے ساتھ یا انہیں چھوڑ دو بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو اور جو ایسا کرے گا تو بے شک وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ۔

اِن دونوں آیتوں میں طلاق سے مراد وہی طلاق ہے جس کے بعد رجوع ہو سکتا ہے، ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع ہو سکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے بشرطیکہ دونوں اپنا گھر بسانے کیلئے رضامند ہوں اور اگر آپس میں رضامندی نہ ہو تو عمدگی اور شائستگی سے علیحدگی اختیار کرلیں اور اگر عورت رضامند نہ ہو تو عدت گزرنے کے بعد اس کو پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا وہ خوشی سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔ پہلا شوہر اس پر جبر نہیں کرسکتا اور اگر کوئی زیادتی کرتے ہوئے بغرض تکلیف اس کو روکے تو اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔

الطلاق مرتٰن فامساك م بمعروف اوتسريح م باحساب ط (البقرہ:۲۲۹)

طلاق (رجعی) دو بار تک ہے پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ (رجعت کرکے) یا چھوڑ دینا احسان کے ساتھ یعنی رجعت نہ کرے اور عورت عدت گزار کر بائنہ ہو جائے۔

اس آیت میں کتنی صراحت ہے کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت ہو سکے کل دو بار تک ہے۔ ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا ہے کہ عدت کے اندر شوہر چاہے تو عورت کو پھر دستور کے مطابق رکھ لے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔ عدت کے بعد رجعت کا حق باقی نہیں رہتا ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دے دے تو پھر ان دونوں میں نکاح نہیں ہو سکتا۔ جب تک عورت کسی اور شخص سے نکاح کر کے صحبت کے بعد طلاق نہ لے لے جس کو حلالہ کہتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:۔

فان طلقها فلا تحل له' من م بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ ط فان طلقها فلا جناح علیهما ان یتراجعآ ان ظنا ان یقیما حدود اللّٰه و تلك حدود اللّٰه یبینها لقومٍ یعلمون (البقرہ:۲۳۰)

(دو بار طلاق دینے کے بعد) پھر اگر (تیسری بار) اپنی عورت کو طلاق دے تو اب وہ اس کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک وہ کسی اور خاوند کے ساتھ نکاح نہ کرے پھر اگر وہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہیں کہ دونوں اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدیں ہیں جن کو بیان کرتا ہے ان لوگوں کیلئے جو علم و دانش رکھتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ تین طلاق کے بعد عورت حلال نہیں رہتی البتہ اگر دونوں کو یقین و گمان ہو کہ دونوں حدود اللہ کو خلوص کے ساتھ قائم رکھ سکیں گے تو حلالہ کے بعد دونوں پھر مل سکتے ہیں۔

رجعت

رجعت یہ ہے کہ جس عورت کوایک یا دو طلاق دی ہوں اس کو عدت کے اندر اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلاً میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا وغیرہ اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے یا فعل سے رجعت کرے مثلاً اس سے صحبت کرے یا بوسہ لے یا گلے لگالے۔ پھر بھی گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کرلی ہے۔

حلالہ

حلالہ یہ ہے کہ مطلقہ ثلاثہ عورت عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاحِ صحیح کرے اور یہ شخص اس عورت سے صحبت بھی کرے۔ پھر اس شخص کی طلاق یا موت کے بعد عورت عدت پوری کر کے شوہرِ اوّل سے نکاح کرسکتی ہے۔

ف...... اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کرسکتی ہے، اس کیلئے عدت نہیں ہے۔ (کتبِ فقہ)

ایک دن تین طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے دے یعنی یوں کہے، تجھے تین طلاق یا تین طلاقیں، یا یوں کہے تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے یا یوں کہے تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ اِن صورتوں میں طلاقیں تین ہی واقع ہونگی اور اس کی عورت ہمیشہ کیلئے اس پر حرام ہوجائے گی۔ اس پر اکثر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، ائمہ اربعہ حضرت امامِ اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جمہور علمائے سلف وخلف کا اجماع واتفاق ہے۔

اِس میں شبہ نہیں کہ ایک دم تین طلاق دینا بہت ہی برا اور سخت جرم ہے ایسا کرنا نہیں چاہئے لیکن اگر کوئی حماقت اور غلطی سے بر طریقۂ خلافِ سنت ایک دم ہی تین طلاقیں دے دے تو بلاشبہ اس نے بہت برا کیا مگر طلاقیں بہرحال واقع ہوجائیں گی اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار بلکہ ظالم ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسہٗ ط (طلاق-۱)

یعنی جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے یعنی ایک دم تین طلاق دے دے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک دم تین طلاق دے کر بعد میں سخت نادم اور پریشان ہوتا ہے اور پھر ناجائز اور غلط طریقے اختیار کرتا ہے۔ اس آیت میں یہ نہ فرمایا کہ ایک دم تین طلاق دینے والے کی واقع نہ ہوں گی بلکہ فرمانا ایسا کرنے والا ظالم ہے اگر اس سے ایک ہی واقع ہوتی تو وہ ظالم کیسے ہوتا؟

احادیث

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک دم تین طلاقیں دی گئیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جائز رکھا۔ ملاحظہ ہو:۔

۱...... حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

اخبر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم عن رجل طلق امراتہ ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبانا ثم قال ایلعب بکتاب اللّٰہ و انا بین اظھرکم حتی قام رجل و قال یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم الا اقتلہ (نسائی شریف باب الطلاق الثلاث المجموعہ، ج۶ص۱۴۲، مصری)

کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غضبناک کی حالت میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا، کیا اللہ کی کتاب سے مذاق کیا جارہا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کیا میں اس کو قتل نہ کردوں؟

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک دم تین طلاق دے دی جائیں تو واقع ہوجاتی ہیں، اگر واقع نہیں ہوتیں تو پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غضبناک کیوں ہوتے اور کیوں فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے کتاب اللہ کے حکم کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے کے خلاف کیوں غلط طریقہ اختیار کیا گیا؟ بلکہ فرماتے کوئی بات نہیں ایک دم تین طلاق دینے سے ایک ہی واقع ہوتی ہے جاؤ رجوع کرلو۔ رہا ایک شخص کا یہ کہنا کہ میں اس کو قتل کردوں؟ یہ زجروتوبیخ کیلئے تھا حقیقت میں قتل کرنا مقصود نہ تھا۔

چنانچہ اس حدیث کی شرح میں علامہ سندی فرماتے ہیں:۔

و الجمھور علی انہ اذا جمع بین الثلاث یقع الثلاث (حاشیہ نسائی شریف مصری، ج۶ص۱۴۳)

اور جمہور علماء اسی پر متفق ہیں کہ جب اکٹھی تین طلاق دی جائیں تو تینوں واقع ہوجائیں گی۔

۲...... حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ نے

طلق امراتہ فاطمۃ بنت قیس علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاث تطلیقات فی کلمۃ واحدۃ فابانہا منہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لم یبلغنا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاب ذلک علیہ (دار قطنی، ج۴ص۱۲)

اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دیں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فاطمہ کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا اور ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر کوئی عیب لگایا ہو۔

اِس حدیث سے بھی واضح طور پر ثابت ہوا کہ جب ابو عمرو بن حفص نے ایک ہی کلمہ کیساتھ اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دے دیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان سے جدا کروا دیا اور اس پر کوئی عیب نہ لگایا۔ اسی حدیث کی رو سے غالباً امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ایک دم تین طلاق دینا گناہ بھی نہیں ہے۔

۳...... **ابن ماجہ** میں باب باندھا ہے، من طلق ثلٰثا فی مجلس واحد یعنی جو مجلس واحد میں ایکدم تین طلاق دیدے۔ اس کے تحت یہی حدیث مذکور ہے۔ حضرت فاطمہ بنت قیس فرماتی ہیں:۔

طلقنی زوجی ثلٰثا و ہو خارج الی الیمن فاجاز ذلک رسول اللہ ﷺ (ابن ماجہ، کتاب الطلاق)

کہ میرے شوہر نے یمن کی طرف جاتے ہوئے ایکدم مجھے تین طلاقیں دے دیں، ان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جائز رکھا۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر حلبی اِسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

و ہذا یتمسک بہ من یرٰی جواز ایقاع الطلاق الثلٰث دفعۃ واحدۃ لعدم الانکار من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الا انہ یحتمل ان یکون قولہ طلقہا ثلاثا ای اوقع طلقۃ یتم بہا الثلٰث و قدجاء ذالک فی بعض الروایات اٰخر ثلاث تطلیقات (احکام الاحکام، ج۲ص۷۲)

اور اسی حدیث سے ایک ہی دفعہ میں تین طلاقوں کے وقوع کی دلیل اور جواز لیا گیا ہے، اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہیں فرمایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انکار نہ فرمانا یہی احتمال رکھتا ہے کہ ایک دم تین طلاق دینے سے طلاق مغلظ واقع ہو جاتی ہے اور بے شک بعض دوسری روایات میں بھی تین طلاق کا ایک ہی دفعہ میں واقع ہونا آیا ہے۔

٤...... حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حائضہ کی طلاق کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کو وہی بتایا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا:۔

اما انت فطلقت امرأتك واحدة او اثنتين فان رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم قد امرنى بهذا و اما انت فطلقت ثلاثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك و قد عصيت ربك فيما امرك به من الطلاق (دار قطنی، ج۴ص۲۹، مسلم شریف، ج اص۴۷۶، بخاری شریف، ج۲ص۷۹۲)

اگر تُو نے اپنی عورت کو ایک یا دو طلاق ایک دم دی ہیں تو بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے رجعت کا حکم فرمایا اور اگر تُو نے ایک دم تین طلاقیں دی ہیں تو بے شک تیری عورت تجھ پر حرام ہوگئی، جب تک وہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے لیکن بلاشبہ تُو نے ایک دم تین طلاقیں دے کر اپنے ربّ کی نافرمانی کی اس میں جو طلاق کے بارے میں اس نے تجھے حکم دیا تھا۔

۵...... حضرت عبادۃ بن صامت کے باپ نے اپنی بیوی کو ایک دم ہزار طلاق دے دی تو اس کی اولاد نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:۔

يا رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم ان ابانا طلق اُمنا الفا فهل له من مخرج؟ فقال ان اباكم لم يتق اللّٰه فيجعل له من امره مخرجا! بانت منه بثلاث على غير السنّة و تسعمائة و سبعة و تسعون اثم فى عنقه (دار قطنی، ج۴ص۲۰، در منثور، ج۲ص۳۳۳)

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ایک دم ہزار طلاق دے دی ہے تو کیا اس کیلئے اس سے نکلنے کی کوئی صورت ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا باپ اللہ سے نہیں ڈرا تو اللہ اپنے حکم سے اس کیلئے نکلنے کی صورت کیا پیدا کرے۔ اس کی بیوی تو تین طلاق ہی سے اُس سے الگ ہوگئی خلافِ سنت طریقہ پر اور باقی نوسوستانوے (۹۹۷) طلاق کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔

ظاہر ہے کہ عبادۃ بن صامت کے باپ نے یہ ہزار طلاقیں سنت کے مطابق ہزار ماہ میں تو نہیں دی تھیں ورنہ ۸۳ برس اور چار ماہ ان میں صَرف ہو جاتے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو جائز و برقرار رکھا لیکن خلافِ سنت قرار دیا۔

٦...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا:

لو انی طلقتها ثلاثا اکان یحل لی ان اراجعها ؟ قال لا! کانت تبین منك و تکون معصیة

اگر میں اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دوں تو کیا وہ میرے حلال ہوگی، اگر میں اس سے رجوع کروں؟

فرمایا نہیں! وہ تجھ سے الگ ہو جائے گی اور ایسا کرنا گناہ ہے۔ (دارقطنی، ج۴ص۳۱)

اگر یہ تین طلاق سنت کے مطابق ہوتیں تو ان کے بعد عورت کے حلال ہونے اور اس کی طرف رجوع کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور یہ مسئلہ ایسا روشن اور واضح تھا کہ سب صحابہ جانتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عالم صحابی اس کے متعلق کبھی سوال نہ کرتا اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی سنت کے مطابق تین طلاق کو معصیت نہ فرماتے، لہٰذا ماننا پڑتا ہے کہ ان تین طلاق سے مراد وہی طلاق ہے جو ایک دم دی جائیں۔

اس کی تائید اس سے واضح طور پر ہو جاتی ہے کہ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

٧......

کان ابن عم یقول من طلق امرأته ثلاثا فقد بانت منه امرأته و عصی ربه تعالیٰ و خالف السنة

کہ ابنِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرمایا کرتے تھے کہ جو اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دیگا تو بیشک اس کی بیوی اس سے الگ ہو جائیگی اور ایک دم تین طلاق دینے والے نے اپنے ربّ کی نافرمانی اور سنت کی مخالفت کی۔ (دارقطنی، ج۴ص۳۲)

٨...... سیّدنا حضرت امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقول ایما رجل طلق امراته ثلاثه عند کل طهر تطلیقة او عند رأس کل شهر تطلیة او طلقها ثلاثا جیمعا لم تحل حتی تنکح زوجا غیره (دارقطنی، ج۴ص۳۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دے ہر طہر میں ایک ایک کر کے یا ہر ماہ کے شروع میں ایک ایک کر کے یا اکٹھی تین طلاق دے دے اس کی بیوی حلال نہیں ہوگی جب تک کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کر لے۔

جلیل القدر اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فتوے

۹...... حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ایک آدمی نے اپنی بیوی کو ایک دم ایک ہزار طلاق دے دی۔

فلقیہ عمر فقال اطلقها الفا؟ قال انما کنت العب فعلاہ بالدرۃ و قال انما یکفیک من ذلك ثلاث

تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو مل کر فرمایا کیا تو نے اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی ہے؟ اس نے کہا میں نے تو صرف مذاق کیا تھا۔
آپ نے اس کو دُرّہ مارا اور فرمایا انہیں سے تجھے تین ہی کافی ہیں یعنی تین سے طلاق ہوگئی۔ (کنز العمال، ج ۵ ص ۱۶۱)

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ ازراہِ مذاق بھی طلاق دی جائے تو واقع ہوجاتی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فتویٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ثلاث جدّھن جد و ھزلھن جد النکاح و الطلاق و الرجعۃ (ترمذی، ابوداؤ، مشکوٰۃ)

کہ تین چیزیں وہ ہیں جن کی سنجیدگی بھی سنجیدگی ہے اور مذاق بھی سنجیدگی ہے: نکاح، طلاق اور رجوع۔

یعنی قصداً و اِرادہ اور سنجیدگی سے کہے تو بھی دُرست اور صحیح سمجھی جائیں گی اور مذاق اور دل لگی سے کہے تو بھی درست اور صحیح سمجھی جائیں گی ۔ مثلاً بوقتِ نکاح لڑکی سے پوچھا کہ تیرا نکاح فلاں سے کردیں؟ وہ کہے ہاں کردو، اور نکاح کے بعد کہے میں نے تو ایسے ہی دل لگی اور مذاق کے طور پر کہا تھا یا دُولہا سے نکاح کے وقت کہا، تو نے فلاں بنت فلاں کو قبول کیا وہ کہے قبول کیا اور بعد میں کہے میں نے تو مذاق کے طور پر قبول کیا تھا تو کوئی بھی اس کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اسی طرح طلاق کا معاملہ ہے اور طلاقِ رجعی کے بعد رجوع کا، اگر یہ حکم اور ارشاد نہ ہوتا تو شریعت کے احکام محض بیکار اور مذاق ہو کر رہ جاتے۔

۱۰...... حضرت حبیب بن ابی ثابت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:۔

انی طلقت امرأتی الفا، قال علی یحرمها علیك ثلاث و سائرھن
اقسمھن بین نسائك (دار قطنی، ج ۴ ص ۲۱، بیہقی، ج ۷ ص ۳۳۵)

کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک دم ہزار طلاق دی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تین طلاق نے اسے تجھ پر حرام کردیا اور باقی تو اپنی اور بیویوں کے درمیان تقسیم کردے یعنی وہ لغو ہیں۔

۱۱...... **امام مالک** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

ان علی بن ابی طالب کان یقول فی الرجل یقول لامرته انت علی حرام انها ثلاث تطلیقات (مؤطا امام مالک مصری، ج ۲ ص ۱۷)

بے شک حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے تھے، جو اپنی بیوی کو کہہ دیتا کہ تو مجھ پر حرام ہے کہ یہ تین طلاق ہیں۔

۱۲...... **حضرت** سعید بن جبیر اور مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

سئل عن رجل طلق امراته عدد النجوم فقال اخطاء السنة و حرمت علیه امراته (دار قطنی، ج ۴ ص ۲۱)

اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دی تھیں تو آپ نے فرمایا اُس نے سنت کے خلاف کیا اور اس کی بیوی اس پر حرام ہو گئی۔

۱۳...... **حضرت** سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:۔

انی طلقت امرأتی الفا، قال اما ثلاث فتحرم علیك امرأتك و بقیتهن وزر اتخذت ایات الله هزوا (دار قطنی، ج ۷ ص ۱۴، بیہقی، ج ۷ ص ۳۳۷)

کہ بے شک میں نے اپنی بیوی کو ایک دم ہزار طلاق دی ہے آپ نے فرمایا تین طلاق نے تیری بیوی کو تجھ پر حرام کر دیا اور باقی تجھ پر بوجھ ہیں۔ تو نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا ہے۔

۱۴ ...... حضرت محمد بن ایاس بن بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی نے اپنی بیوی کو اسکے پاس جانے سے پہلے تین طلاق دے دیں۔ پھر اسے یہ خیال آیا کہ اس سے نکاح کرتے تو وہ فتویٰ پوچھنے آیا میں بھی اس کے ساتھ ہولیا۔

فسئل عبد اللّٰہ بن عباس و ابا ھریرۃ عن ذلك فقالا لا نری ان تنکحھا حتی تنکح زوجا غیرك قال فانما طلاقی ایاھا واحدۃ؟ قال ابن عباس انك ارسلت من یدك ما کان لك من فضل (مؤطا امام مالک، ج۲ص۲۶، ابوداؤد، ج۱ص۳۴۴)

تو اس نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے اس کے متعلق پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا ہمارا فتویٰ یہی ہے کہ تو اس سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک وہ عورت کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرلے۔ اُس نے کہا میں نے تو ایک ہی مرتبہ میں اس کو طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا بے شک تو نے اپنے ہاتھ سے ایک دم ہی چھوڑ دیا جو تیرے لئے باقی رہنے والا تھا۔

یعنی تیرے ہاتھ میں تین طلاقیں تھیں تجھے چاہئے تھا کہ سنت کے مطابق ایک ایک کرکے ان کو اپنے ہاتھ سے دیتا جب تو نے ایک دم ہی ان کو دے دیا تو اب کیا ہوسکتا ہے۔ اسی حدیث کو لکھ کر سیّدنا امام محمد شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاگردِ رشید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

وبھذا نأخذ و ھو قول ابی حنیفۃ و العامۃ من فقھائنا لانہ طلقھا ثلاثا جمیعا فوقعن علیھا جمیعا معاً (مؤطا امام محمد)

اسی پر ہمارا عمل ہے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور عامہ فقہا حنفیہ کا

کیونکہ اس نے ایک دم تین طلاق دی تھی تو وہ ایک دم ہی واقع ہوگئیں۔

۱۵ ...... **حضرت مجاہد** رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو سخت غصہ کی حالت میں ایک دم تین طلاق دے دی ہیں۔

فسکت حتی ظننت انه رادها الیه ثم قال ینطلق احدکم فیرکب الحموقه ثم یقول یا ابن عباس یا ابن عباس و ان الله قال (ومن یتق الله یجعل له مخرجا) و انك لم تتق الله فلم اجدلك مخرجا عصیت ربك و بانت منك امرأتك و ان الله قال (یا یها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن) فی قبل عدتهن (ابوداؤد شریف، ج ا ص ۳۴۳، دار قطنی، ج ۴ ص ۱۳، در منثور، ج ۶ ص ۲۳۰، فتح الباری شرح بخاری، ج ۹ ص ۳۱۶)

تو آپ خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی حماقت پر سوار ہو کر ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے تو پھر چلا آتا ہے اور کہتا ہے اے ابن عباس، اے ابن عباس، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کیلئے کوئی راستہ پیدا فرمادیتا ہے) اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لئے کوئی نکلنے کا راستہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے ربّ کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ سے جدا ہوگئی یعنی اس پر طلاق واقع ہوگئی حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو انکی عدت سے پہلے (طہر کی حالت میں) یعنی سنت کے مطابق طلاق دو۔

یعنی اگر تو سنت کے مطابق ہر طہر میں ایک طلاق دیتا تو تجھے سوچنے غور کرنے کا بار بار موقع ملتا اور اللہ تعالیٰ بھی تیرے لئے کوئی راستہ پیدا فرمادیتا یعنی تیرے دل کو پھیر دیتا لیکن جب تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا اور اس کے حکم پر عمل نہیں کیا اور غیض وغصہ کی حالت میں ایک دم تین طلاق دے بیٹھا ہے تو اب میں کیا کر سکتا ہوں اگر غصہ وغضب کی حالت میں ایک دم دی ہوئی تین طلاق سے ایک ہی پڑتی اور اس کے بعد رجوع ہو سکتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجوع کیوں نہ کروایا۔ آپ تو فرمارہے ہیں فلم اجدلک مخرجا میں تیرے لئے کوئی نکلنے کا راستہ نہیں پاتا۔ نامعلوم چودھویں صدی کے غیر مقلدوں نے کہاں سے راستہ پالیا ہے۔

۱۶ ...... **ایک شخص** نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کی:۔

انی طلقت امرأتی ثمانی تطلیقات فقال ابن مسعود فماذا قیل لك؟

قال قیل لی انها فقد بانت منی! فقال ابن مسعود صدقوا (مؤطا امام مالک، ج ۲ ص ۱۶)

کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا، تجھے اس مسئلہ میں علماء نے کیا جواب دیا ہے۔ اس نے کہا مجھے یہ جواب ملا ہے کہ وہ مجھ سے الگ ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا، علماء نے سچ کہا۔ اِس سے اجماع ثابت ہوا۔

۱۷...... حضرت علقمہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی:۔

انی طلقت امرأتي تسعا و تسعين فقال له ابن مسعود ثلاث تبينها و سائرهن عدوان

کہ میں نے اپنی بیوی کو ننانوے طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،

اسے تو تین ہی طلاقوں نے الگ کر دیا، باقی سب زیادتی اور سرکشی میں داخل ہیں۔ (عبدالرزاق، مظہری، ج۱ ص۳۰۲)

۱۸...... حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

سئل رجل عن المغيرة بن شعبة و انا شاهد عن رجل طلق امرأته

ماته قال ثلث تحرم و سبع و تسون فضل (بیہقی، ج۷ ص۳۳۶)

کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو ایک دم سو طلاق دی تھی

اور میں سوال کے وقت موجود تھا۔ حضرت مغیرہ نے فرمایا، تین طلاق سے حرام ہوگئی اور ستانوے فضول ہوگئیں۔

۱۹...... جب امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شہید ہوئے اور لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپکی بیوی حضرت عائشہ بنت خلیفہ خثعمیہ نے آپکو امیر المؤمنین بننے کی مبارک باد دی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، امیر المؤمنین حضرت علی کے قتل کی مصیبت ہے اور تم خوشی کا اظہار کر رہی ہو اور مبارک دے رہی ہو اذهبي فانت طالق ثلاثا جاؤ تمہیں تین طلاق۔ حضرت عائشہ نے کہا میں نے تو اچھے ارادے سے کہا تھا اور زینت و آرائش چھوڑ دی اور عدت میں بیٹھ گئیں۔ حضرت امام نے دس ہزار درہم بطور نفع و احسان اور باقی رقم مہر کی بھیجی۔ جب یہ مال ان کو ملا تو کہا متاع قليل من حبيب مفارق یہ مال حبیب کی جدائی اور فراق کے مقابلہ میں کس قدر حقیر و قلیل ہے۔ آپ کو معلوم ہوا کہ وہ آپ کی جدائی و فراق میں بہت روتی ہیں تو آپ بھی رو پڑے اور فرمایا:۔

لولا اني سمعت جدي او حدثني ابي انه سمع جدي يقول ايما رجل طلق امراته ثلاث مبهمة

او ثلاثا عند الاقراء لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره لراجعتها (دار قطنی، ج۲ ص۳۰، بیہقی، ج۷ ص۳۳۷)

اگر میں نے اپنے جد امجد سے نہ سنا ہوتا یا فرمایا میرے والد ماجد نے مجھ سے بیان کیا بے شک انہوں نے میرے جد امجد سے سنا

آپ نے فرمایا جو کوئی آدمی اپنی عورت کو ایک دم یا الگ الگ تین طلاق دے دے تو اس کی عورت اس کیلئے حلال نہیں ہوگی

جب تک وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے، تو میں ضرور رجوع کر لیتا۔

۲۰...... امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک میں نے ابن شہاب (زہری) سے سنا:۔

يقول فی الرجل يقول لأمرته برئت منی و برئت منك انها ثلاث تطليقات (مؤطا امام مالک، ج۲ص۱۷)

اس شخص کے بارے میں فرماتے تھے جو اپنی بیوی سے کہتا کہ تو مجھ سے الگ اور میں تجھ سے الگ بے شک یہ تین طلاق ہیں۔

۲۱...... حضرت عائذ بن حبیب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا:۔

عن رجل طلق امراته ثلاثا فقال بانت منه و لا تحل له حتی تنكح زوجا غيره،

فقلت له افتی الناس بهذا؟ قال نعم (دار قطنی، ج۴ص۴۵، بیہقی، ج۷ص۳۳۵)

اس شخص کے بارے میں جو اپنی عورت کو ایک دم تین طلاق دے دے۔آپ نے فرمایا اس کی عورت اس سے الگ ہوگئی

اور وہ اس کیلئے حلال نہ ہوگی جب تک کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

میں نے آپ سے کہا آپ اس کا فتویٰ دیتے ہیں۔فرمایا، ہاں!

اگر اِس روایت میں تین طلاق سے مراد طلاق سنت ہوتی جو ہر طہر میں دی جاتی ہے تو اس سے عورت کا حرام ہوجانا تو ایسا قطعی مسئلہ ہے جو ہر شخص کو معلوم ہے اس میں تعجب سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ کیا آپ اس کا فتویٰ دیتے ہیں؟ حضرت امام نے فرمایا ہاں۔ثابت ہوا کہ سائل کی مراد وہی **طلاق ثلاثہ** تھی جو ایک دم دی جائے۔

۲۲...... حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

طلق امراته تما ضر بنت الاصبغ الكلبية و هی ام ابی سلمة ثلاث تطليقات

فی كلمة واحدة فلم يبلغنا ان احدا من اصحابه عاب ذلك (دار قطنی، ج۴ص۱۲)

اپنی بیوی تماضر بنت اصبغ کلبیہ جو ابو سلمہ کی والدہ تھیں کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاق دیں

اور ہمیں یہ بات نہیں پہنچی کہ ان کے اصحاب میں سے کسی ایک نے بھی اس کو معیوب سمجھا ہو۔

۲۳...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے اُن سے پوچھا:۔

فقال رجل طلق امرأته ثلاثا و هو فی مجلس قال أثم بربه وحرمت عليه امراته

کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی مجلس میں تین طلاق دی ہیں۔آپ نے فرمایا وہ اپنے ربّ کا گنہگار ہے

اور اس کی عورت اس پر حرام ہوگئی۔ (بیہقی شریف، ج۷ص۳۳۲)

۲۴...... شعبی فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے:۔

الخلية و البرية و البتة و البائن و الحرام اذا نوى فهو بمنزلة الثالث (کنز العمال، ج ۵ ص ۱۶۲)

جگہ خالی کر، دُور رہو، الگ ہو، تو علیحدہ ہے، تو حرام ہے۔ جب نیت تین طلاق کی ہو تو یہ بمنزلہ تین طلاق ہے۔

۲۵...... حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، کوئی اپنی بیوی سے کہے:۔

الخلية و البرية و البتة و البائن و الحرام ثلاثا لا تحل لهم حتى تنكح زوجا (دار قطنی، ج ۴ ص ۳۲)

جگہ خالی کر، دُور رہو، الگ ہو، تو علیحدہ ہے، تو حرام ہے۔ تین طلاق واقع ہو گئیں
اور عورت حلال نہ ہوگی جب تک کسی اور خاوند سے نکاح نہ کرے۔

۲۶...... حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:۔

فى الخلية و البرية و البتة انه كان يجعلها ثلاثا ثلاثا (عبد الرزاق)

ان الفاظ میں، جگہ خالی کر، دُور رہو، الگ ہو۔ بلاشبہ تین تین طلاق واقع ہو جائیں گی۔

۲۷...... حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے:۔

في الخلية و البرية انها ثلاث تطليقات كل واحد منها (مؤطا امام مالک، ج ۲ ص ۱۷)

جگہ خالی کر، دُور رہو۔ بلاشبہ ان الفاظ کے کہنے میں تین طلاق ہو جائیں گی۔

سیّدنا امام محمد شاگرد رشید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں،

اذا نوى الرجل بالخلية و البرية ثلاث تطليقات فهى ثلاث

وهو قول ابى حنيفة و العامه من فقها ئنا (مؤطا امام محمد)

خلیہ اور بریہ میں جب کسی نے تین طلاق کا ارادہ و نیت کی تو یہ تین ہی طلاق ہوں گی۔ یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور عامۂ فقہا حنفیہ کا۔

۲۸...... ایک شخص نے عراق سے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ میں نے اپنی عورت سے یہ کہا ہے، حبلك علی غاربك کہ تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ آپ نے گورنر عراق کو لکھا کہ اس شخص کو حکم دو کہ وہ حج کے موقع پر مکہ میں مجھ سے ملے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو وہی عراقی آدمی آپ سے ملا اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہی عراقی ہوں جس کو آپ نے حکم دیا کہ میں آپ سے ملوں۔ آپ نے اس سے فرمایا:

اسألك برب هذه البيتة ما اردت بقولك حبلك على غاربك فقال له الرجل لو استحلفتنی فی غیر هذا المكان ما صدقتك اردت بذلك الفراق فقال عمر بن الخطاب هو ما اردت

میں تجھ سے اس خانہ کعبہ کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے اپنی بیوی سے کس نیت اور ارادے سے کہا تھا تیری رسی تیری گردن پر ہے۔ اس آدمی نے کہا، بیت اللہ شریف کے علاوہ کسی اور جگہ آپ اگر مجھ سے حلف لیتے تو میں آپ سے سچ نہ کہتا۔ میں نے بیوی کو جدا کرنے کے ارادے سے کہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہی ہو گیا جو تو نے ارادہ کیا تھا یعنی طلاق ہو گئی اور وہ تجھ سے جدا ہو گئی۔ (مؤطا امام مالک، ج ۲ ص ۱۶)

شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری شریف فرماتے ہیں:۔

و مذهب جماهير العلماء من التابعين و من بعدهم منهم الاوزاعی و النخعی و الثوری و ابو حنيفة و اصحابه و مالك و اصحابه و الشافعی و اصحابه و احمد و اصحابه و اسحٰق و ابو ثور و ابو عبيد و آخرون كثيرون على ان من طلق امرأته ثلاثا وقعن ولكنه يأثم و قالوا من خالف فيه فهو شاذ مخالف لاهل السنة (عمدۃ القاری شرح بخاری، ج۲۰ص۲۳۳)

اور جمہور علماء تابعین اوران کے بعد جو ہوئے ان میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اوران کے اصحاب، امام مالک اوران کے اصحاب، امام شافعی اوران کے اصحاب، امام احمد اوران کے اصحاب، امام اسحٰق وابوثور وابوعبید اور دوسرے کثیر علماء کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاق دے دے تینوں ہی واقع ہوتی ہیں لیکن وہ گنہگار ہوگا اور جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے لوگ اور اہلسنّت کے مخالف ہیں۔

شیخ الاسلام امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں:۔

و قد اختلف العلماء فی من قال لامرته انت طالق ثلاثا فقال الشافعی و مالك و ابو حنيفه و احمد و جماهير العلماء من السلف و الخلف يقع الثلث و قال طاؤس و بعض اهل الظاهر لا يقع بذالك الا واحده (نووی شرح مسلم شریف، ج۱ص۴۷۸)

اور بے شک اختلاف کیا ہے علماء نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاق ہیں تو امام شافعی و امام مالک و امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور علماء سلف وخلف فرماتے ہیں کہ تین ہی واقع ہوں گی اور طاؤس اور بعض اہلِ ظاہر نے کہا ہے کہ ایک ہی واقع ہوگی۔

علامہ سندی حاشیہ نسائی شریف میں فرماتے ہیں:۔

و الجمهور على انه اذا جمع بين الثلاث يقع الثلاث (حاشیہ نسائی شریف مصری، ج۶ص۱۴۳)

اور جمہور علماء اسی پر متفق ہیں کہ جب اکٹھی تین طلاق دی جائیں تو تینوں واقع ہوجائیں گی۔

بیہقیِ وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

وعلی کلا التأویلین یظھران جمع الطلقتین او ثلاث تطلیقات بلفظ واحد بالفاظ مختلفة فی طھر واحدة حرام بدعة مؤثم خلافاً للشافعی فانه یقول لا بأس به لکنھم اجمعوا علی انه من قال لا مرته انت طالق ثلاثا یقع ثلاثا بالاجماع (مظہری، ج ا ص ۳۰۰)

ان دونوں تاویلوں کی رو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بلاشبہ دو طلاقیں یا تین طلاقیں ایک لفظ سے ہوں یا مختلف الفاظ سے ایک ہی طہر میں اکٹھی دینی حرام بدعت، باعثِ گناہ ہیں۔ امام شافعی اس کے خلاف ہیں وہ فرماتے ہیں اس میں کچھ حرج نہیں لیکن اس پر سب کا اجماع واتفاق ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے تین طلاقیں تو بالاجماع تین ہی واقع ہوں گی۔

امام ربانی سیدی امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسئلہ طلاق میں بحث فرماتے ہوئے آخر میں نتیجہ ارشاد فرماتے ہیں:۔

وھذا کله یدل علی اجماعھم علی صحة وقوع الثلاث بالکلمة الواحدة (کشف الغمہ، ج ۲ ص ۱۲۸)

اور یہ ساری بحث دلالت کرتی ہے اس پر کہ ایک ہی کلمہ سے تین طلاق کے وقوع کی صحت پر علماء (صحابہ کرام) کا اجماع ہے۔

علامہ احمد بن محمد الصاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب تفسیر صاوی شریف زیرِ آیت فان طلقھا فلا تحل له‘ (الآیۃ) فرماتے ہیں:۔

والمعنی فان ثبت طلاقھا ثلاثا فی مرة او مرات فلا تحل له‘ الخ کما اذا قال لھا انت طالق ثلاثا او البتة وھذا ھو المجمع علیه واما القول بأن الطلاق الثلاث فی مرة واحدة لا یقع الا طلقة فلم یعرف الا لابن تیمیة من الحنابلة وقد رد علیه ائمة مذھبه حتی قال العلماء انه الضال المضل ونسبتھا للامام اشھب من ائمة المالکیة باطلة (صاوی علی الجلالین، ج ا ص ۱۰۰)

اور معنیٔ آیت کا یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں ثابت ہو جائیں خواہ ایک دم ہوں یا الگ الگ تو عورت حلال نہ رہے گی جیسا کہ جب کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہوں گی یہ وہ مسئلہ ہے جس پر سب کا اجماع ہے اور یہ قول کہ ایک دم دی ہوئی تین طلاق سے ایک ہی واقع ہوتی ہے یہ سوائے ابن تیمیہ حنبلی کے اور کسی سے معروف نہیں ہے اور بے شک ابن تیمیہ کی اس بات کا خود اس کے مذہب کے اماموں نے رد کیا ہے۔ یہاں تک کہ علمائے کرام نے فرمایا کہ ابنِ تیمیہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے اور اس مسئلہ کی نسبت امام اشہب مالکی کی طرف کرنا باطل ہے۔

استفتاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... ہم سب جماعت مسلمین سکنہ معسکر بنگلور بخدمت عالیجناب خیر و برکت مآب جامع الکمالات واقف الاحادیث والآیات علامہ نبیل محدث جلیل امام المسلمین مقدام المومنین صاحب الدلیل القوی سالک الطریق المستوی قامع الاعتساف محب الانصاف مولانا ومولوی الاحناف حضرت ابوالحسنات الحاج المولوی الحافظ المفتی الواعظ الشیخ محمد عبدالحی لکھنوی دام بالفیض الصوری والمعنوی کے بصد عجز و نیاز عرض پرداز ہیں کہ اس مسئلہ میں سبھوں کا جناب عالی کے فتویٰ پر فیصلہ ٹھہرا ہے اور یہاں کے علماء نے حضور کی تحریر پر اتفاق کیا ہے وہ یہ ہے کہ زید نے بیوی کو ایک مجلس میں تین دفعہ کہہ دیا کہ تجھ پر طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے۔ لیکن اس نے غصے میں بلا نیت ایقاع طلاق ثلاثہ اور بدوں سمجھے معنے اور حکم اس الفاظ کے کہا ہے پس اس صورت میں طلاق ثلاثہ واقع ہوگی یا نہیں؟ یہاں دو جماعتیں ہوگئیں ہیں، ایک جماعت کہتی ہے کہ مطابق حکم ظاہر احادیث کے واقع نہ ہونگی اور دوسری جماعت کہتی ہے کہ موافق تحقیق فقہائے محدثین کے واقع ہونگی۔ پس آپ فرمادیں کہ اس بارے میں چاروں مذاہب کا کیا اختلاف ہے یا اس کے واقع ہونے پر مجتہدین اربعہ کا اتفاق ہے اور اس پر حدیث سے کیا سند ہے اور نہ واقع ہونے پر کون سی حدیث دلالت کرتی ہے اور پھر اس حدیث سے سب کے دلائل مع جرح وتعدیل رواۃ حدیث طرفین کے تحریر کیجئے اور جو امر مفتی بہ ہے لکھ دیجئے کہ بکنبہ چھپ کر شائع ہوگا اور آپ کو اس میں اجر ملے گا۔

جواب ملاحظہ ہو

جو شخص تین طلاق دیوے اور مقصود اس کو دونوں مرتبۂ اخیر سے تاکید نہ ہو پس اس صورت میں بمذہب جمہور صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ واکثر مجتہدین وبخاری وجمہور محدثین تین طلاق واقع ہو جاویں گی البتہ بوجہ ارتکاب خلاف طریقۂ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا۔

مؤطا امام مالک میں مروی ہے:۔

ان رجلا قال لابن عباس انی طلقت امرأتی مائة تطليقة فماذا ترى على فقال له ابن عباس طلقت منك بثلاث و سبع و تسعون اتخذ بها ايات الله هزوا اور بھی مؤطا میں ان رجلا جاء الی ابن مسعود فقال انی طلقت امرأتی ثمانی تطليقات فقال ابن مسعود فماذا قيل لك قل قيل لی انها قد بانت منی فقال ابن مسعود صدقوا آه اور سنن ابوداؤد میں مروی ہے طلق رجل امراته ثلاثا قبل ان يدخل بها ثم بداله ان ينكحها فجاء يستفتی عبدالله بن عباس و ابا هريرة فی ذالك فقالا لا نرى ان تنكحها الا ان تنكح زوجا غيرك قال فانما طلاقی اياها واحدة فقال ابن عباس انك ارسلت ما كان لك من فضل اور مصنف عبدالرزاق میں عبادة بن الصامت سے مروی ہے ان اباه طلق امرأة الف تطليقة فانطلق عبادة قال عنه فقال رسول الله بانت بثلاث فی معصية الله و بقی تسع ماته و سبعة و تسعون عدوان اظلم ان شاء عذبه و ان شاء غفرله ' اور ایسا ہی حکم حضرت عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وکیع نے روایت کیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسی پر اہتمام کرنا اور تینوں طلاق کے وقوع کا حکم دینا اگرچہ ایک جلسہ میں ہوں صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے اور یہی قول موافق ظاہر قرآن کے ہے باقی وہ حدیث جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے۔ كان الطلاق على عهد رسول الله و ابی بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا فی امر كان لهم فيه اناة فلوا مضينا عليهم فامضى عليهم پس اس کی تاویل جمہور محدثین وفقہا کے نزدیک یہ ہے کہ اوائل میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ اگر کہتے تھے تو اُس سے تاکید منظور ہوتی تھی اس وجہ سے وہ ایک ہی طلاق ہوتا تھا نہ یہ کہ تین لفظ سے تین طلاق بھی مقصود ہوں اور پھر وہ ایک ہی ہووے۔ كذا ذكره النووی و ابن الهمام وغيرهما و الله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی و الخفی (مجموعہ فتاویٰ، ج۲ص۲۸۶)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ

سوال...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص اپنی زوجہ کو ایک جلسہ میں تین طلاق دیدے اور رکھ لے تو کیا رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اکثر فقہا کس طرف گئے ہیں آپ اس کا جواب قرآن واحادیث وفقہ سے دیویں اور خدائے بزرگ سے نعمتِ دارین حاصل کریں۔

جواب...... فی التفسیر المظهری تحت قوله الطلاق مرتان لکنهم اجمعوا علی انه من قال لامرأته انت طالق ثلٰثا یقع ثلثا بالاجماع و قالت الامامیه ان طلق ثلاثه دفعة واحدة لا یقع اصلا و قال بعض الحنابلة یقع طلقة واحدة و من الناس من قال ان فی قوله انت طالق ثلٰثا فی المدخول بها ثلٰثا و فی غیر المدخول بها واحدة والحجة لنا السنة و الاجماع اما السنة فحدیث الخ (امدادالفتاویٰ، ج۲ص۵۹)

تفسیر مظہری میں اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلطلاقُ مرّتٰن کے تحت ہے لیکن اس پر سب کا اجماع واتفاق ہے کہ جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو بالاجماع تینوں طلاقیں پڑجائیں گی۔ امامیہ (شیعہ) کہتے ہیں کہ اگر کسی نے ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دے دیں تو اصلاً ایک بھی واقع نہ ہوگی اور بعض حنبلیوں (یعنی ابن تیمیہ) کا قول ہے کہ ایک ہی واقع ہوگی اور بعض علماء کا قول یہ ہے کہ تین دفعہ تجھے طلاق ہے کہنے سے مدخولہ عورت پر تین طلاقیں واقع ہوں گی اور غیر مدخولہ عورت پر ایک واقع ہوگی اور ہمارے لئے دلیل وحجت سنت اور اجماع ہے اور سنت تو حدیث۔ الخ (آگے وہ دو تین احادیث نقل کرکے جو اس رسالہ میں بیان ہوچکی ہیں، فرماتے ہیں) ان احادیث سے اور نیز نقل مذاہب سے معلوم ہوگیا کہ جمہور فقہا کا مذہب وقوعِ ثلٰث بدلیل ان حدیثوں کے ہے۔ واللہ اعلم

تھانوی صاحب کا دوسرا فتویٰ

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی بی بی ہندہ کو غصہ کی حالت میں تین طلاق لکھوا کر بھیجا۔ اس کی بی بی یعنی ہندہ دو چار روز سے اپنے باپ کے گھر بفاصلہ چھ کوس کے رہتی تھی، لیکن جس روز آدمی خط لے کر ہندہ کے پاس گیا اس روز اپنے شوہر یعنی زید کے مکان میں چلی آئی خط اس کو نہیں ملا اور نہ شوہر نے ہندہ سے کچھ خط وکتابت یا طلاق کا ذکر کیا۔ بعد آٹھ روز کے ہندہ کی بہن مسماۃ مریم خط لے کر آئی اور زید سے دریافت کیا کہ تم نے کوئی خط بھیجا ہے۔ زید نے کہا کہ خط تو ضرور بھیجا تھا مگر اِرادہ طلاق کا نہیں تھا۔ وہ خط مجھ کو واپس کر دے میں چاک کر ڈالوں، وہ خط واہیات تھا اور کوئی چیز نہیں ہے، ہندہ جھگڑا فساد نہ کرے، خوشی سے گھر میں رہے۔ مریم نے زید کا کہنا نہ مانا اور چند آدمیوں کو بلوا کر اور وہ خط پڑھوا کر ہندہ کو سنوایا۔ ہندہ بولی کہ میں خط وکتابت کو نہیں جانتی۔ زید موجود ہے وہ میرے روبرو نہ طلاق دیتا ہے اور نہ خط کا حال مجھ سے بیان کیا، میں حسبِ دستور سابق اپنے شوہر کے گھر میں رہتی ہوں۔ خلاصہ یہ کہ زید نے اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں تین طلاق لکھوا کر بھیجا مگر طلاق کا ارادہ نہیں تھا یا ارادہ طلاق کا تھا مگر قبل اطلاع پانے زوجہ کے ارادہ کو بدل ڈالا تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟ اگر واقع ہوئی تو کون سی طلاق واقع ہوئی: رجعی یا بائن یا مغلظہ۔ بیّنوا توجروا

جواب ...... خط میں طلاق لکھنے یا لکھوانے سے واقع ہو جاتی ہے خواہ نیت کرے یا نہ کرے یا نیت کر کے نیت سے رجوع کرے اور خواہ وہ خط بی بی کے پاس پہنچے یا نہ پہنچے۔ فی الشامیة جلد الثانی، صفحة ٧٠٢: وان کانت مرسومة یقع الطلاق نوی او لم ینو وقیها لو قال للکتاب اکتب طلاق امراتی کان اقرار بالطلاق وان لم یکتب الخ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خط کا یہ مضمون ہو کہ میں تجھ کو طلاق دیتا ہوں یا دے دی اور اگر خط کا کچھ مضمون تھا تو سائل ظاہر کرے تا کہ جواب دیا جائے اور چونکہ تین طلاق دی ہیں اس لئے مغلظہ ہوگی۔ واللہ اعلم (امداد الفتاویٰ، ج ۲ ص ٦٠)

گنگوہی صاحب کا فتویٰ

سوال ...... کیا فرماتے ہیں علمائے دین، اِس مسئلہ میں کہ طلاقِ ثلاثہ جلسہ واحدہ میں دفعۃً واحدۃً واقع ہوگی یا نہیں؟

جواب ...... تین طلاقیں اس صورت میں واقع ہو گئیں سوائے حلالہ کے کوئی تدبیر اس کی نہیں فقط واللہ اعلم۔ بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ، ج ۲ ص ٧٥)

جولوگ ایک دم دی ہوئی تین طلاق کو ایک ہی طلاق قرار دے کر رجوع کروا دیتے ہیں ان کے دلائل اور جوابات

دلیل -۱ ...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عبد یزید ابو رکانہ نے اپنی بیوی ام رکانہ کو طلاق دی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو رجوع کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا...... انی طلقتها ثلاثا یا رسول اللہ ﷺ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے اس کو تین طلاق دی ہیں۔ قال قد علمت راجعها و تلا (یا یها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن) فرمایا بے شک میں جانتا ہوں تم اس سے رجوع کرو اور آپ نے یہ آیت پڑھی، یا یها النبی اذا طلقتم النساء (الآیة) (ابوداؤد، بیہقی)

اگر ایک دم دی ہوئی تین طلاق سے تین ہی پڑتیں تو تین کے بعد رجوع تو ہو نہیں سکتا۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رجوع کیوں کروایا؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ ایک دن تین طلاق سے ایک ہی پڑتی ہے۔

جواب ...... افسوس کہ اس ضعیف دلیل کو پیش کرتے ہوئے بھی خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ دیانت یہ تھی کہ اس کیساتھ آگے کی روایت بھی پیش کی جاتی تو خود طلاق دینے والے کے بیٹے اور پوتے کی روایت ہے، جس سے مسئلہ واضح ہو جاتا۔ لیجئے وہ ہم پیش کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:۔

قال ابو داؤد و حدیث نافع ابن عجیر و عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ ان رکانة طلق امرأته فردها الیه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم اصح لان ولد الرجل و اهله اعلم به ان رکانة انما طلق امراته البتة فجعلها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم واحدة (ابوداؤد شریف، ج ا ص ۳۴۳)

امام ابوداؤد اوپر والی حدیث روایت فرما کر فرماتے ہیں اور حدیث نافع بن عجیر اور عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ جو انہوں نے اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کو ان کی طرف لوٹا دیا سب سے زیادہ صحیح ہے کیونکہ طلاق دینے والے شخص کا بیٹا اور اس کے گھر والے اس کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے (تو ان کی یہ روایت ہے کہ) سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ بلاشبہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی تھی تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو ایک طلاق قرار دیا (اور واپس لوٹا دیا)۔

اس کی تائید میں صحیح روایات ملاحظہ ہوں:۔

ترمذی شریف، باب ما جاء فی الرجل طلقه امرأته البتة ۔ باب، اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے۔اس باب میں یہی حدیث روایت فرمائی۔ملاحظہ ہو:۔

عن عبد اللّٰہ بن یزید بن رکانة من ابیه عن جده قال اتت النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فقلت یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم نی طلقت امرأتی البتة فقال ما اردت بها قلت واحدة قال و اللّٰہ قلت و اللّٰہ قال فهو ما اردت هذا حدیث لا نعرفه الا من هذا الوجه و قد اختلف اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم وغیرهم فی طلاق البتة فروی عن عمر بن الخطاب انه جعل البتة واحدة و روی عن علی انه جعلها ثلاثا و قال بعض اهل العلم فیه نیة الرجل ان نوی واحدة فواحده و ان نوی ثلاثا فثلاث (ترمذی شریف)

عبداللہ بن یزید بن رکانہ اپنے باپ، اپنے دادا سے، فرماتے ہیں اُنہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! میں نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی ہے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تُو نے اس سے کیا ارادہ کیا تھا؟ میں نے عرض کی ایک طلاق! فرمایا خدا کی قسم! میں نے عرض کی خدا کی قسم! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پس وہی ہے جو تُو نے ارادہ کیا۔امام ترمذی فرماتے ہیں، اِس حدیث کو اسی وجہ سے ہم پہچانتے ہیں اور تحقیق اختلاف کیا ہے اہل علم اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اوران کے علاوہ علماء نے طلاق بتہ میں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ آپ نے طلاق بتہ کو ایک طلاق قرار دیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے تین طلاق قرار دیا ہے اور بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ اس کا مدار آدمی کی نیت پر ہے اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق پڑے گی اور اگر تین کی نیت کی تو تین پڑیں گی۔

اسی طرح ابن ماجہ شریف میں ہے باب طلاق البتۃ اور اس باب کے تحت یہی حدیث مروی ہے اور دارمی شریف میں بھی باب طلاق البتۃ کے تحت یہی حدیث مروی ہے اور طلاق بتہ میں شیخ الاسلام امام نووی شارح مسلم شریف کا فیصلہ کن ارشاد سنئے، فرماتے ہیں:۔

فهذا دليل على انه لواراد الثلاث لوقعن و الا فلم يكن لتحليفه معنى و اما الرواية التى رواها المخالفون ان ركانة طلق ثلاثا فجعلها واحدة فرواية ضعيفة عن قوم مجهولين و انما الصحيح منها ما قد مناه انه طلقها البتة و لفظ البتة محتمل للواحدة و للثلاث و لعل صاحب هذه الرواية الضعيفة اعتقدان لفظ البتة يقتضى الثلاث فراوه بالمعنى الذى فهمه و غلط فى ذالك (نووی علی مسلم شریف، ج اص ۴۷۸)

پس یہ دلیل ہے اس پر کہ اگر رکانہ نے تین طلاق کا ارادہ و نیت کی ہوتی تو تین ہی واقع ہوتیں اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ اس سے اس کی مراد کا حلف نہ لیتے اور وہ روایت جس کو مخالفین نے روایت کیا ہے کہ رکانہ نے تین طلاق دی تھیں جس کو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک ٹھہرایا تو وہ روایت ضعیف ہے اور مجہول لوگوں سے مروی ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ بالکل صحیح وہ روایت ہے جسکو ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور لفظ بتہ محتمل ہے ایک کیلئے بھی اور تین کیلئے بھی اور ہوسکتا ہے کہ اس روایتِ ضعیف کے راوی کا اعتقاد یہی ہو کہ لفظ بتہ تین طلاق ہی کو مقتضی ہے پس وہ روایت بالمعنی کر گیا جس کو اس نے غلط سمجھا۔

الحمدللہ! خوب واضح ہوگیا کہ مخالفین کی پیش کردہ روایت ضعیف اور غلط ہے اور مجہول لوگوں سے مروی ہے۔ صحیح وہ روایات ہیں جو ہم نے پیش کی ہیں کہ رکانہ نے طلاق بتہ دی تھی اور طلاق بتہ میں ایک کا بھی احتمال ہے اور تین کا بھی۔ اسی لئے حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خدا کی قسم دے کر اس کی تصدیق کروائی کہ ان کی نیت ایک کی تھی۔ اگر تین کی نیت ہوتی تو تین ہی واقع ہوتیں۔

بت کے معنی قطع کرنے کے ہیں یعنی یہ طلاق نکاح کو قطع کر دیتی ہے۔ اگر طلاق دینے والا ایک یا دو کی نیت کرے یا کوئی نیت نہ کرے تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور اس میں نکاحِ جدید کی ضرورت ہوتی ہے اور حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اس میں نکاحِ جدید کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر طلاق دینے والا تین کی نیت کرے تو دونوں اماموں کے نزدیک تین واقع ہوجائیں گی اور پھر عورت حلال نہ رہے گی۔

دلیل-۲......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:۔

كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و ابى بكر و ثنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحده (صحیح مسلم شریف کتاب الطلاق، ج۱ص۴۷۷) کہ زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور دو سال زمانہ خلافتِ عمر تک تین طلاق، ایک طلاق تھی۔

صحیح مسلم شریف میں اس حدیث کے آگے ایک اور حدیث ہے کہ

ان ابا الصهباء قال لابن عباس اتعلم انما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبى ﷺ و ابى بكر و ثلاثا من عمارة عمر فقال ابن عباس نعم (مسلم شریف، ج۱ص۴۷۸)

بے شک ابوالصہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، کیا آپ جانتے ہیں کہ عہدِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور عہدِ ابوبکر صدیق اور تین سال زمانہ عمرِ فاروق تک تین طلاق ایک طلاق قرار دی جاتی تھی؟ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا، ہاں!

جواب-۱......پہلی بات یہ ہے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں کہ اگر ایک دم تین طلاق دے دو تو ان کو ایک ہی سمجھو بلکہ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے اور ہم نے خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ علیہم کے ارشادات پیش کئے ہیں جیسا کہ آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ نیز ہم نے خود حضرت ابن عباس کی صحیح روایتیں بھی پیش کی ہیں کہ آپ نے ایک دم دی ہوئی تین طلاق کو تین ہی قرار دیا اور جب راویٔ حدیث کا عمل خود اپنی ہی روایت کے خلاف ہو تو قطعاً یہی ثابت ہوگا کہ اس راوی کے علم میں وہ حدیث منسوخ ہے ورنہ وہ اس کے خلاف کیسے عمل کرتا۔ چنانچہ شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری شریف فرماتے ہیں:۔

قد روى احاديث عن ابن عباس تشهد بانتساخ (عمدۃ القاری شرح بخاری، ج۲۰ص۲۳۳)

تحقیق حضرت ابن عباس سے جو احادیث مروی ہیں وہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی شہادت دیتی ہیں۔

اور یہی امام فرماتے ہیں، و اجاب الطحاوى عن حديث ابن عباس بما ملخصه انه منسوخ اور امام طحاوی نے بھی حدیث ابن عباس کا جو جواب دیا ہے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے اور ان کی دلیل یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں باقاعدہ یہ قانون بنادیا کہ ایک دم دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی ہوں گی اور کسی ایک صحابی کا بھی اس کے خلاف آواز بلند نہ کرنا اور سب کا اس پر عمل کرنا یہ سب سے بڑی دلیلِ نسخ ہے۔

چنانچہ علامہ عینی فرماتے ہیں:۔

و خاطب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بذٰلك الناس الذین قد علموا ما تقدم من ذلك فی زمن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلم ینکر علیہ منھم منکر او لم یدفعہ دافع فکان ذلك اکبر الحجج فی نسخ ما تقدم من ذلك (عمدۃ القاری، ج ۲۰ ص ۲۳۳)

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس مسئلہ کے وقت وہ لوگ تھے جو بلاشبہ خوب جانتے تھے جو اس مسئلہ میں پہلے گزر چکا تھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں۔ تو ان میں سے کسی انکار کرنے والے نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اس کو کسی دلیل سے باطل کیا (حالانکہ وہ صحابہ شرعی مسئلہ میں خاموش رہنے والے نہ تھے) تو یہ سب سے بڑی دلیل و حجت ہوگئی اسکے منسوخ ہونے میں۔

اور یہی امام آگے فرماتے ہیں:۔

فان قلت ما وجہ ھذا النسخ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لا ینسخ و کیف یکون النسخ بعد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم؟ قلت لما خاطب عمر الصحابۃ بذلك فلم یقع انکار صار اجماعا (عمدۃ القاری، ج ۲۰ ص ۲۳۳)

اگر تم کہو کہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی کیا وجہ ہے، حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منسوخ نہیں کر سکتے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کوئی چیز کیسے منسوخ ہوسکتی ہے؟ تو میں کہتا ہوں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کے سامنے اس مسئلہ کو پیش کیا تو کسی صحابی سے انکار واقع نہ ہونے سے یہ مسئلہ صحابہ کا اجماعی مسئلہ ہوگیا۔

شیخ الاسلام امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں:۔

(فان قیل) فقد یجمع الصحابۃ علی النسخ فیقبل ذلك منھم (قلنا) انما یقبل ذلك لانہ یستدل باجماعھم علی ناسخ واما انھم ینسخون من تلقاء انفسھم فمعاذ اللہ لانہ اجماع علی الخطاء و ھم معصومون من ذلك (نووی علی مسلم، ج ۱ ص ۴۷۸)

پس اگر یہ کہا جائے کہ بے شک صحابہ جس حدیث کے منسوخ ہونے پر جمع ہوجائیں تو ان سے وہ قبول کرلیا جائے گا۔ ہم کہتے ہیں وہی قبول کیا جائے گا اس لئے کہ ان کا اجماع ہی حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے اور یہ (خیال) کہ وہ صحابہ کرام اپنی طرف سے ہی بغیر کسی قوی دلیل کے حدیث کو منسوخ کرتے تھے تو معاذ اللہ کیونکہ وہ اس سے معصوم ہیں کہ ان کا اجماع خطاء پر ہو۔

شیخ الاسلام امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ علامہ المازری نے فرمایا کہ بے شک جس نادان اور حقیقتِ حال سے بے خبر شخص نے اس مسئلہ میں یہ گمان کیا ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد میں (اپنی رائے سے) یہ منسوخ کیا ہے تو

هذا غلط فاحش لان عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه لا ينسخ و لو نسخ و حاشاه لبادرت الصحابة الى انكاره و ان اراد هذا القائل انه نسخ فی زمن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم فذلك غير ممتنع (نووی، ج ا ص ۴۷۸)

یہ نہایت غلط اور قبیح گمان ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنی رائے سے کبھی) منسوخ نہیں کرتے تھے اور اگر وہ (اس طرح) منسوخ کرتے، حالانکہ ان کی ذات اس تہمت سے پاک اور بری ہے تو صحابہ کرام بھی اس کے انکار کی طرف سبقت کرتے اور اگر اس حدیث کو منسوخ کہنے والے کی یہ مراد ہو کہ یہ زمانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں منسوخ ہو گئی تھی تو یہ ممکن ہے۔

بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

و ما ذكر من حديث ابن عباس فيه دلالة على ان الحديث منسوخ فان امضاء عمر الثلاث بمحضر من الصحابة و تقرر الامر على ذلك يدل على ثبوت الناسخ عندهم و ان كان قد خفى ذلك قبله فی خلافة ابی بكر و قد صح فتوى ابن عباس على خلاف ما رواه (تفسیر مظہری، ج ا ص ۳۰۲)

اور جو ابن عباس کی حدیث ذکر کی جاتی ہے اس میں اس امر کی دلیل ہے کہ وہ حدیث منسوخ ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت سے صحابہ کے سامنے تین طلاقوں کا جاری و مقرر فرمانا اور اسی پر عمل درآمد ہونا ان کے نزدیک ثبوت ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ سند حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں پوشیدہ رہا اور ابن عباس نے جو روایت کی ہے خود اس کے خلاف ان کا فتویٰ صحیح طور پر ثابت ہے۔

جواب-۲......اگر بالفرض اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو یہ حدیث غیر مدخولہ یعنی اس کے بارے میں ہے، جس کو خلوت سے پہلے طلاق دے دی جائے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

حضرت ابوالصہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے پاس جانے سے پہلے تین طلاق دیتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے شروع زمانہ میں ان تین طلاق کو ایک ہی طلاق قرار دیتے تھے۔

قال ابن عباس بلیٰ کان الرجل اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها جعلوها واحدة علی عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم و ابی بکر و صدرا من امارة عمر (ابوداؤد شریف، ج۱ص۳۴۴)

حضرت ابن عباس نے فرمایا، ہاں! جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے پاس جانے سے پہلے تین طلاق دے دیتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت کے شروع زمانہ میں ان تین طلاق کو ایک ہی طلاق قرار دیتے تھے۔

اِس حدیث نے مسلم شریف کی حدیث کی وضاحت اور شرح کردی کہ جب غیر مدخولہ عورت کو اس طرح تین طلاق دی جاتی تھیں کہ تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے تو اس صورت میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اس لئے کہ پہلی طلاق بولتے ہی وہ عورت نکاح سے باہر ہوجاتی تھی۔ جب وہ بیوی ہی نہ رہتی تھی تو پھر دوسری دو طلاق کس پر پڑتیں یہی وجہ ہے کہ غیر مدخولہ پر عدت بھی واجب نہیں ہوتی اور یہ حکم اور مسئلہ آج بھی باقی ہے۔ ہاں اگر اس طرح تین طلاقیں دی جائیں کہ تجھے تین طلاقیں ہیں تو تینوں ہی واقع ہوجائیں گی اِس لئے کہ اس صورت میں تینوں نکاح کی موجودگی میں دی گئیں پھر وہ عورت بغیر حلالہ کے حلال نہ ہوگی اور پہلی صورت میں بغیر حلالہ کے حلال ہوگی اس سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔

چنانچہ شیخ الاسلام علامہ امام بدرالدین عینی شارح صحیح بخاری شریف فرماتے ہیں:۔

فاجاب قوم عن حدیث ابن عباس المتقدم انه فی غیر المدخول بها (عمدۃ القاری شرح بخاری، ج۲۰ص۲۳۴)

علماء کی ایک جماعت نے حدیثِ ابن عباس جو بیان ہوچکی ہے کا یہ جواب دیا ہے کہ وہ غیر مدخولہ عورت کے بارے میں ہے۔

بیہقیِ وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

و من الناس من قال ان فی قوله انت طالق ثلاثا یقع فی المدخول بها ثلاثا و فی غیر المدخول بها واحدة (تفسیر مظہری، ج۱ص۳۰۱) اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ **تجھے طلاق ہے** تین مرتبہ کہنے سے مدخولہ عورت کو تین طلاق پڑیں گی اور غیر مدخولہ عورت کو ایک طلاق پڑے گی۔

جناب سیّد ابو الاعلیٰ مودودی بانئ جماعتِ اسلامی کا فتویٰ

سوال ...... نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقوں کو ایک شمار کر کے طلاقِ رجعی قرار دیا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانے میں اسے تین شمار کر کے طلاقِ مغلظہ قرار دے دیا اور فقہ کی رُو سے اُمت آج تک اسی پر عمل کر رہی ہے۔ (ڈاکٹر عبدالودود...... منکرِ حدیث)

جواب ...... اس معاملہ میں صحیح پوزیشن یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی تین طلاق تین ہی سمجھی جاتی تھیں اور متعدد مقدمات میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو تین ہی شمار کر کے فیصلہ دیا ہے لیکن جو شخص تین مرتبہ طلاق کا الگ الگ تلفظ کرتا تھا اس کی طرف سے اگر یہ عذر پیش کیا جاتا کہ اس کی نیت ایک ہی طلاق کی تھی اور باقی دو مرتبہ اس نے یہ لفظ محض تاکیداً استعمال کیا تھا اس کے عذر کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبول فرما لیتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد میں جو کچھ کیا وہ صرف یہ تھا کہ جب لوگ کثرت سے تین طلاقیں دے کر ایک طلاق کی نیت کا عذر پیش کرنے لگے تو انہوں نے فرمایا کہ اب یہ طلاق کا معاملہ کھیل بنتا جا رہا ہے اس لئے ہم اس عذر کو قبول نہیں کریں گے اور تین طلاقوں کو تین ہی کی حیثیت سے نافذ کر دیں گے۔ اس کو تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بالاتفاق قبول کیا اور بعد میں تابعین و ائمہ مجتہدین بھی اس پر متفق رہے ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہدِ رسالت کے قانون میں یہ کوئی ترمیم کی ہے اس لئے کہ نیت کے عذر کو قبول کرنا قانون نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار قاضی کی رائے پر ہے کہ جو شخص اپنی نیت بیان کر رہا ہے وہ صادق القول ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس طرح کا عذر مدینہ طیبہ کے اکا دکا جانے پہچانے آدمیوں نے کیا تھا اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو راست باز آدمی سمجھ کر ان کی بات قبول کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایران سے مصر تک اور یمن سے شام تک پھیلی ہوئی سلطنت کے ہر شخص کا یہ عذر عدالتوں میں لازماً قابلِ تسلیم نہیں ہوسکتا تھا خصوصاً جبکہ بکثرت لوگوں نے تین طلاق دے کر ایک طلاق کی نیت کا دعویٰ کرنا شروع کر دیا ہو۔ (منصبِ رسالت، ص ۱۸۳)

الحمدللہ! ان دلائلِ حقہ سے یہ ثابت ہوگیا کہ اگر ایک ہی دفعہ اور ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی جائیں تو تین ہی واقع ہوں گی۔ یہ قرآن کریم، احادیثِ نبوی، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار، آئمہ اربعہ، محدثین، مفسرین، مجتہدین اور اجماع علماءِ اُمت سے ثابت ہے کہ ایک ساتھ تین طلاقیں دینے سے قطعاً تین ہی واقع ہوتی ہیں، اِس لئے لوگوں کو چاہئے کہ طلاق کے معاملے میں احتیاط سے کام لیں، جلد بازی نہ کریں، ایک یا دو دیں اور اس میں بھی وقفہ کریں۔ خلافِ شریعت نہ کریں اور اگر غصہ و غضب میں آکر تین دے بیٹھیں تو پھر ان غیر مقلدین اور ماڈرن قسم کے مولویوں اور مفتیوں کے پاس نہ جائیں جو غلط فتویٰ دے کر تین طلاقیں دینے والے کی مطلقہ بیوی جس اس کیلئے قطعی حرام ہوجاتی ہے، کو پھر طلاق دینے والے کی طرف لوٹا کر ہمیشہ کیلئے ان کو فعلِ حرام

کے مرتکب ہونے کا موقع فراہم کرکے طلاق دینے والے مردوں اور مطلقہ بیویوں پر ظلمِ عظیم کرتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ اس فعلِ حرام کا وبال جس کا کہ یہ غیر مقلدین اور ماڈرن مولوی باعث بنتے ہیں، ان پر بھی اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ فاعلین پر بلکہ فاعلین کے فعل سے وجود میں آنے والی نسل حرام اور پھر نسل در نسل اس تمام سلسلے کا وبال بھی ان مفتیوں پر ہی ہوتا ہے کیوں کہ اُنہوں نے ہی منسوخ حدیث سے استدلال کرکے اور دوسری احادیث کا مفہوم غلط سمجھ کر اُمت میں حرام کاری کا دروازہ کھولا اور خود اس کے تمام تر ذِمہ دار ٹھہرے۔

افسوس کہ گزشتہ حکومتوں نے عائلی قوانین میں بھی اس قسم کے ماڈرن اور سرکاری مولویوں کے کہنے پر یہی قانون بنادیا کہ اگر ایک ساتھ تین طلاقیں دی جائیں تو ایک ہی پڑتی ہے۔ ایسے نازک شرعی بنیادی اور اہم مسئلے کا سراسر خلافِ شریعت وسنت قانون بنا کر اور نافذ کرکے حکومت بھی برابر اس وبال کی ذِمہ دار ٹھہرتی ہے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ اس قانون کی تصحیح کی جاتی جیسا کہ بار بار اس کے متعلق حکومت کو آگاہ بھی کیا گیا، مگر افسوس کہ ابھی تک ایسا نہیں ہوسکا اور ادھر غیر مقلدین اس مسئلہ میں دھڑا دھڑ فتوے دیئے چلے جارہے ہیں جس کی وجہ سے حرام کاری کا سلسلہ اُمت میں پھیل رہا ہے اور بے ادبوں کی کثرت ہورہی ہے۔ بعض لوگ اِس معاملے میں جھوٹ سے کام لیتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہوجاتا ہے کہ تین طلاقیں دینے کے بعد سوائے حلالہ کے کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی تو علماء کے سامنے جھوٹ بولتے ہیں۔ علماء تو صِرف پوچھی ہوئی صورت پر فتویٰ جاری کرتے ہیں۔ اگر انہیں اصل حقیقت نہیں بتائی جائے گی بلکہ اس کو چھپایا جائے گا تو اس کا وبال خود چھپانے والے پر ہوگا اور پھر وہی حرام کاری اور گنہگاری کے اِرتکاب کا پورا ذِمہ دار خود ٹھہرے گا۔ شریعت کے احکام اپنی جگہ اٹل اور قائم ہیں۔ اگر ہم ان میں مداخلت کریں گے اور ان سے انحراف کریں گے تو طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہوکر خود کو تباہ و برباد کرلیں گے اور دُنیا میں ہی عذابِ الٰہی کا شکار ہوجائیں گے۔

ہر وہ شخص جو سچے دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمانِ کامل رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ وہ شریعت وسنت کا پابند رہے اور اپنی زندگی اس کے مطابق بسر کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اعتقادی اور عملی برائیوں سے محفوظ رکھے اور شریعت وسنتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بحرمۃ سیّد المرسلین و صلی اللہ علیٰ حبیبہٖ سیّدنا محمّد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

بندہ! محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہٗ

کراچی